میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر
نسیم سیفی

ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ — تبلیغ ۱۳۴۸ ہش — فروری ۱۹۶۹

فجی کی احمدیہ جماعت کے بعض دوستوں کے ساتھ مکرم ڈاکٹر سید ظہور احمد شاہ صاحب
اور مکرم انور احمد صاحب کاہلوں

Dr. Sayed Z. A. Shah with some members of the Ahmadiyya Jamaat in Fiji Islands. On his left is seated Mr. Anwar Ahmad Kahlon who visited Fiji under the Waqf-i-Aarzi programme.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

تبلیغ ۱۳۴۸ھ ش

(فروری سنہ ۱۹۶۹ء)

ایڈیٹر

نسیم سیفی

سالانہ چندہ۔ دو روپے ۲ فی پرچہ۔ بیس پیسے

جملہ خط و کتابت بنام مینجنگ ایڈیٹر ہونی چاہیئے

ترتیب

- اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقینِ کامل اور دُعا (اداریہ) صـ۲
- بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے (اقتباس) صـ۴
- جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء صـ۵
- ہم تہی دست ترے در پہ چلے آئے ہیں.... صـ۸
- تبصرہ صـ۸
- مشرقِ بعید کا تبلیغی جائزہ صـ۹
- اے مرے ہادیٔ ازلی (نظم) صـ۱۵
- رموزِ عشق (نظم) صـ۱۶
- یورپ اور اسلام صـ۱۷
- اشتہارات صـ۲۲

پبلشر:۔ عبداللطیف خان

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ تحریک جدید

دفاتر تحریک جدید انجمن احمدیہ

پاکستان۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۵ | ماہنامہ تحریک جدید ربوہ | شمارہ ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ ھ ۴۸ : ۱۳

(فروری ۱۹۶۹ء)

اداریہ

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقینِ کامل اور دُعا

اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُس کے قادر و توانا ہونے پر کامل یقین ہی دُعا کی بنیاد بن سکتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا موجود ہی نہیں اور اگر موجود تو ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتا تو پھر اس سے مانگنے اور اس کی مدد طلب کرنے سے مطلب۔؟ جہاں بھی اور جب بھی دعا سے انحراف برتا جاتا ہے وہیں یہ بات انتہائی وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان متزلزل ہو گیا ہے۔

اِس زمانے میں دنیا ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہے۔ ایک طرف مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ ہر آنکھ حیران ہے اور ہر دل بے چین۔ عقل کی دنیا میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا گویا گھُپ اندھیرا ہے۔ اور یہ اندھیرا کسی طرح چھٹنے میں نہیں آتا۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان کی کمزوری کی یہ حالت ہے کہ گویم و گر نہ گویم۔ امریکہ کے رسالہ نیوز ویک نے اپنی ایک حالیہ اشاعت (تیس دسمبر ۱۹۶۸ء) میں "مذہب" کے کالم میں "کیا موجودہ زمانے کا انسان دعا کر سکتا ہے" کے عنوان سے ایک مضمون پیش کیا ہے۔ اِس مضمون میں بعض عیسائی پادریوں کا ذکر کر کے اس نے لکھا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ایک ذہنی تعیش

سے بڑھ کر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ نیوز ویک کا مضمون نگار لکھتا ہے کہ نہ تو ہر مذہب میں کوئی معیّن عقائد ہیں اور نہ ہر مذہب پادریوں کا سلسلہ رکھتا ہے۔ بلکہ بعض مذاہب کی تو عبادت گاہیں بھی نہیں ہوتیں۔ لیکن اس کے باوجود ماضی قریب تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ ہر مذہبی رجحان رکھنے والا انسان دُعا گو ضرور ہوتا ہے لیکن اب جبکہ انسانی مسائل کو حل کرنے کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی اور شخصی طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا محض ایک پُرانے وقتوں کی بات بن کر رہ گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اور پادری نے مسیحیوں کے راہب خانوں کے متعلق لکھا ہے کہ شاگرد زیادہ تر عقلی بحثوں سے حظ اٹھانے کے قائل ہیں۔ منظم طریق پر یا باقاعدگی سے دعا مانگنے سے وہ گریز کرتے ہیں۔ مسیحیت کے مبلّغ بن جانے کے دس پندرہ سال بعد وہ دعا کے نظریہ کو کلّیۃً ترک کر دیں گے۔

نیوز ویک کے نامہ نگار نے جب مختلف پادریوں سے اِس معاملہ کے متعلق گفتگو کی تو اکثر نے تو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ بات انکی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے کہ وہ دُعا کرتے ہیں یا نہیں اس لئے وہ اسکے متعلق کچھ کہنے کے لئے تیار نہیں بعض نے کہا کہ مذہب کا علم حاصل کرنا ہی دعا کے مترادف ہے۔ ایک پادری نے جو ایک مسیحی یونیورسٹی میں تعلیم دیتے ہیں کہا "حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو یہ حقیقت بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ وہ دعا نہیں کرتے اور جو کرتے ہیں وہ بھی اس بات کا ذکر شرما کر ہی کرتے ہیں"۔

بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اسکے قادر و توانا ہونے پر یقین مفقود ہو گیا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دعا پر نہ یقین ہے اور نہ اسکی دلوں میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض بھی یہی تھی کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین پیدا کیا جائے اور انہیں اپنے خالقِ حقیقی کے آستانے پر واپس لا کر ایک نئی زندگی عطا کی جائے۔ حضور علیہ السلام کی زندگی میں قبولیتِ دعا کی ایسی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ انسان بے اختیار ہو کر اپنے خالق کے آستانے پر جھک جاتا ہے حضورؑ نے دعا کی اہمیت کو دنیا کے مختلف مذاہب کے پیروؤں پر واضح کرنے کے لئے ان کے عمائدین کو قبولیتِ دعا میں مقابلہ کی دعوت دی اور مختلف رنگوں میں انکی غیرت کو چیلنج کیا لیکن جو لوگ خدا کی ہستی کے متعلق گومگو کی کیفیت رکھتے ہوں وہ دعا کیا کریں گے اور انہیں اپنی دعا پر یقین کیسے پیدا ہوگا۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضورؑ کے خلفاء کرام نے اِس دعوت کو دُہرایا حتّٰی کہ حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ پھر اس دعوت کو دنیا بھر کے مذاہب کے عمائدین اور خاص طور پر مسیحی پادریوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ حضور نے اپنے دَورۂ یورپ کے دَوران اور پھر واپسی پر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی اس دعوت کو دُہرایا تھا لیکن ابھی تک کسی نے اِس دعوت کو قبول نہیں کیا اور قبول کرے بھی کون۔ اِس دعوت کو تو وہی قبول کر سکتا ہے جو خدا کی ہستی پر کامل یقین رکھتا ہو اور پھر اُسے اِس بات کا بھی تجربہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعائیں سُنتا ہے اور اُس کی کہی ہوئی بات کے پُورا کرنے کے لئے اپنی غیرت کو جوش میں لے آتا ہے۔

اقتباسات

بہت نیک وہی ہے جو بہت دُعا کرتا ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"تم خدا تعالیٰ کے ملنے کی صراطِ مستقیم تلاش کرو کہ یا الٰہی مَیں تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں میری راہ نمائی کر۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کریگا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آجاوے گی پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے؟ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پالیتا ہے۔ نماز کا دوسرا نام دُعا بھی ہے جیسے فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ پھر فرمایا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے پس مَیں بہت ہی قریب ہوں۔ مَیں پکارنے والے کی دُعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو۔ مَیں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا۔ اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دُور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے وہ شخص تو تمہاری آواز سُن کر تم کو جواب دیگا مگر جب وہ دُور سے جواب دیگا تو تم باعث بہرہ پن کے سُن نہیں سکو گے۔ پس جُوں جُوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دُوری دُور ہوتی جائے گی تو تم ضرور آواز کو سُنو گے۔ جب سے دُنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی کہ اس کی ہستی ہے بھی۔

پس خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اُس کی آواز کو سُن لیں۔ یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل کا گفتار قائم مقام ہے دیدار کا۔ ہاں جب تک خدا کے اور اس کے سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اُس وقت تک ہم سُن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اُٹھ جاوے گا تو اس کی آواز سُنائی دے گی۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۲۶/۲۲۷)

رپورتاژ
عبدالباسط شاہد

جلسہ سالانہ (۱۹۶۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جو اپنی روحانی تاثیرات و برکات اور دینی و علمی فوائد کے لحاظ سے ایک عظیم مثالی اجتماع ہوتا ہے۔ گزشتہ ماہ دسمبر کی ۲۶-۲۷-۲۸ تاریخوں کو اپنی مخصوص شاندار روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی اہمیت و عظمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ارشادات سے واضح ہوتی ہے۔ مثلاً حضورؑ نے ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے ایک اشتہار میں فرمایا:-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (نشان آسمانی)

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔" (نشان آسمانی)

مذکورہ عظیم الشان روحانی و علمی فوائد حاصل کرنے کے لئے قریباً ایک لاکھ فرزندانِ توحید مرکزِ احمدیت ربوہ میں جمع ہوئے۔

جلسہ سالانہ کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی پُراثر دعاؤں کے ساتھ ہوا۔

افتتاحی خطاب و دعا کے علاوہ حضور ایدہ اللہ نے معمول کے مطابق دو تقاریر ارشاد فرمائیں جن میں سے پہلی تقریر میں حضور ایدہ اللہ نے ان اسلامی فتوحات اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامیابیوں کا ذکر فرمایا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اس کی حقیر کوششوں کے نتیجہ میں حاصل ہوئیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ باوجود مخالفانہ کوششوں اور نامساعد حالات کے گزشتہ سال یورپ میں ۱۲۲ بیعتیں (گزشتہ سالوں سے زائد) ہوئیں۔ عرب ممالک میں ۴۰ افراد کو قبولِ حق کی سعادت ملی۔ مختلف ممالک میں ۸ نئی مساجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ غانا میں ایک سیکنڈری سکول میں سائنس بلاک کا اضافہ ہوا۔ تنزانیہ میں دو پرائمری سکول کھولے گئے۔ گیمبیا اور گھانا میں میڈیکل سنٹر کھلنے کے سامان پیدا ہوئے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فضل عمر فاؤنڈیشن اور وقفِ عارضی کے شاندار نتائج اور آئندہ کے بعض اہم پروگرام بیان فرمائے۔

آخری دن کے دوسرے اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "حقیقتِ محمدیہ" جیسے اہم علمی موضوع پر ایک نئے انداز میں بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے اس خطاب میں قرآن مجید و احادیث نیز بزرگانِ سلف کے ارشادات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گمان و وہم سے برتر شان کو نہایت موثر انداز میں بیان فرمایا۔

جلسہ کا دوسرا دن حسنِ اتفاق سے جمعہ مبارک کا دن تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں سورہ النحل کی آیت اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ کی تفسیر فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم نیکی اور تقویٰ کی سب راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور قرآن مجید نے ہی ہدایت کی سب راہوں کو اس طرح منور کیا ہے کہ لوگ انہیں پہچان کر انہیں گامزن ہو سکیں۔

حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز ارشادات کے علاوہ جلسہ میں شامل ہونیوالوں نے مندرجہ ذیل اہم تربیتی و تبلیغی مضامین پر تقاریر سے استفادہ کیا:-

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خلافتِ راشدہ اور تجدیدِ دین۔ احمدیت، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ۔ نبوتِ محمدیہ کی تاثیرات۔ منکرینِ ہستی باری تعالیٰ کے شکوک کا ازالہ۔ فلسفہ دعا۔ بلادِ غربیہ میں عیسائیوں کے جدید رجحانات۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اسلامی نماز اور دیگر مذاہب کی عبادتیں۔ مشرقِ بعید کا تبلیغی جائزہ۔

مذکورہ بالا پروگرام کے علاوہ رات کو بھی ایک اجلاس ہوا جس میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب اور مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب نے "بہائیت اور اسلام" اور "یہودہ ڈنس تحریک" پر تقاریر فرمائیں جس کے ایام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنیکی غرض سے مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجد کا التزام بھی کیا گیا جس میں احباب ذوق و شوق سے شریک ہوتے رہے۔

مہمانوں کو جماعتی نظام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ غرضیکہ جلسہ میں شامل ہونیوالے خوش قسمت افراد دن رات دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے، باہمی اخوت و محبت کے شاندار نظارے دیکھنے اور اپنے علم و ایمان کو جلا دینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی

ہم تہی دست ترے در پہ چلے آئے ہیں
لطف سے اپنے عطا کر یدِ بیضا ہم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقع پر افتتاحی تقریر فرماتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی ہر جہت سے ترقی کے لئے پُرسوز دعائیں کیں۔ جہاں یہ دعائیں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئیں خواہشات کا مرقع تھیں وہاں ہمارے لئے بھی ایک لحاظ سے لائحہ عمل کا حکم رکھتی ہیں۔ کیونکہ جس امر کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کے ظاہری اسباب سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی تیاری کرنا اور وقت آنے پر ان کا صحیح استعمال کرنا بھی دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہوتا ہے۔ پس جن امور کے لئے دعائیں کی گئی تھیں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی تکمیل کے لئے ہر طرح سے تیاری کریں۔ ہر وہ قربانی جو اس راہ میں ضروری ہے خندہ پیشانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں اور پھر اپنے خالقِ حقیقی پر توکل کرتے ہوئے انجام کو اس کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا ایک حصہ قارئینِ تحریک جدید کی خدمت میں پیش کر کے ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہر وقت یہ دعائیں دہراتے بھی رہیں اور ان کے پورا ہونے کی تیاری میں بھی مشغول رہیں۔ (ایڈیٹر)

"اے ہمارے رب! ہماری کمزوریوں، سستیوں، غفلتوں، کوتاہیوں، خطاؤں اور گناہوں نے ہماری نیکیوں کو دبا لیا ہے۔ مغفرت، مغفرت، اے ربِّ غفور! مغفرت کی چادر تلے ہمیں چھپا لے۔ ہمارے ہاتھ نیکیوں کے پھول اور اعمالِ صالحہ کے ہار تیرے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے نہیں لائے۔ تہی دست ہم تیرے قدموں پر گرتے اور تجھ سے تیری رحمت کی بھیک مانگتے ہیں۔

اے ہمارے رحمان! ان تہی ہاتھوں کو اپنی رحمت سے یدِ بیضا کر دے۔ تیرا جمال اور محمدؐ کا حسن دنیا پر چمکے اور تو اسے روشن تر کر دے۔ ان تہی ہاتھوں کو اپنے دستِ قدرت سے پکڑ۔ تیرا جمال اور محمدؐ کی عظمت دنیا پر ظاہر ہو۔ اسلام اور محمدؐ کے مغرور دشمنوں کو سرنگوں اور شرمندہ کر دے۔"

تبصرہ

"احمدیت نے دُنیا کو کیا دیا؟"

ہماری جماعت کے لئے تبلیغی لحاظ سے سب سے زیادہ اہم موضوع یہی ہے کہ "احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟" ہر شخص جسے احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ احمدیت کیا ہے اور اس کے ذریعہ دنیا کو کیا ملا ہے؟

ایسے اہم موضوع پر مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید (جو تبلیغی ضروریات کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں) نے گزشتہ سے پیوستہ جلسہ سالانہ پر ایک نہایت پُرمعنی اور پُرمغز تقریر فرمائی تھی، احمدیہ جماعت لاہور نے ہر خاص و عام کے فائدے کے لئے اس تقریر کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ سفید کاغذ پر دیدہ زیب کتابت اور حسنِ طباعت کے باعث یہ مختصر سی کتاب دوستوں کو تحفہ کے طور پر بھی دی جا سکتی ہے۔

ملنے کا پتہ:- جماعت احمدیہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"خطباتِ نُور"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے تبحرِ علمی سے کون واقف نہیں۔ اور حضورؓ کی قرآن دانی نے تو ایک زمانے سے اپنا لوہا منوایا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تو فخر کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں قرآن کریم کی تعلیم آپؓ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے حاصل کی تھی۔ حضورؓ کے تبحرِ علمی اور قرآن دانی کا بہترین نمونہ ان خطبات میں ملتا ہے جو حضورؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں (اور پھر حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد اپنی خلافت کے زمانے میں) جمعے اور عیدین کے مواقع پر دیئے۔ ان خطبات کی پہلی جلد "خطباتِ نُور" کے نام سے احمدیہ بک ڈپو ربوہ نے شائع کی ہے۔ احمدیہ جماعت کی نئی پود اور نئے احمدیوں کی تربیت کے لئے یہ خطبات از حد مفید ہیں۔

قیمت صرف:- چار روپے ملنے کا پتہ:- احمدیہ بک ڈپو دارالرحمت شرقی ربوہ۔

(ن-س)

مشرقِ بعید کا تبلیغی جائزہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر

برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء

(۱)

جماعت احمدیہ کے ستترھویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۸ فتح ۱۳۴۷ ہش (مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۶۸ء) کے پہلے اجلاس میں محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر جو تقریر فرمائی اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

امسال اکتوبر نومبر میں مجھے مشرقِ بعید کے بعض ممالک کا دورہ کرنے کا موقع ملا جن میں جاپان کا ملک بھی شامل تھا۔ جاپان میں جماعت کی طرف سے باقاعدہ مشن کھولنے کا فیصلہ مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا اور اس دورہ میں جاپان کے ملک کو شامل کرنے کی بھی یہی وجہ تھی کہ وہاں سروے کر کے اس ملک کے مذہبی رجحانات کا موقعہ پر مطالعہ کیا جائے تا تبلیغ اسلام کے لئے سکیم بنائی جا سکے۔ گو کئی سال سے تحریک جدید کے سالانہ بجٹ میں جاپان مشن کے لئے رقم مہیا کی جاتی رہی ہے لیکن بعض روکیں ایسی رہی ہیں کہ جن کی وجہ سے اب تک مشن نہ کھولا جا سکا۔ دراصل کسی ملک میں بھی مشن کھولنے سے قبل وہاں کی مذہبی تحریکات اور رجحانات کا جاننا ضروری ہے تا اُس ملک کی مذہبی ضروریات کو سامنے رکھ کر کوئی عملی سکیم بنائی جا سکے۔

جاپانیوں کی مذہبی زندگی

جاپانیوں کی مذہبی زندگی پر تین مذاہب یا فلسفے کسی نہ کسی رنگ میں اثر انداز ہیں۔ کنفیوشیزم، شنتو ازم اور بدھ مت۔

جاپانی شہریوں کی اکثریت ابھی تک ان تینوں مذاہب یا فلسفوں کے امتزاج سے چمٹی ہوئی ہے۔ موجودہ سفر کے دوران خود جاپانیوں کے منہ سے یہ سننے کا موقع ملا کہ ہر جاپانی شنتو پیدا ہوتا ہے اور بدھ مرتا ہے اور بیچ کی زندگی میں اخلاقیات کے لئے کنفیوشیزم کی طرف رُخ کرنا پڑتا ہے اور عبادات کے لئے اپنے آباؤ اجداد کی ارواح کی طرف۔

جاپان کا سب سے پرانا مذہب جسے ایک لمبے

عرصہ کے بعد "شنتو" کا نام دیا گیا۔ مظاہرِ قدرت کی غیر منظم عبادت اور وفات یافتہ لوگوں کی روحوں سے انتہائی عقیدت کی صورت میں رائج تھا۔ نہ لوگوں کے لئے کوئی عبادت گاہیں تھیں اور نہ ہی مذہبی راہنما۔ عبادت کی رُوح فلسفہ کی شکل میں موجود تھی اور لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنے اپنے مزاج اور ضرورت کے مطابق اس فلسفہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس فلسفہ کو سب سے پہلے کامینومی چی (Kamino Michi) کا نام دیا گیا اور یہی اس کا جاپانی نام ہے۔ "شنتو" جس نام سے بعد میں یہ فلسفہ موسوم ہوا اور اصل چینی لفظ ہے۔ SHEN اچھی رُوحوں کو کہتے ہیں۔ اور فلاسفر "لاوزے" (Lao Tze) کی تعلیمات کو تاؤ (Tao) یعنی راستہ کہتے تھے۔ چنانچہ جاپانیوں نے اپنے فلسفہ (جس میں مظاہرِ قدرت اور ارواح کی پرستش کی جاتی تھی) کا نام "شنتو" یعنی اچھی روحوں کا راستہ رکھ دیا۔

جاپانیوں کے متعلق اکثر یہ کہا جاتا ہے اور یہ ہے بھی ٹھیک، کہ وہ بہت اچھے شاگرد ہیں۔ اور ہر وہ چیز یا بات جو اُن کے مطلب کی ہو یا جس میں انہیں دلچسپی پیدا ہو جائے نہایت آسانی سے اور قلیل عرصہ میں سیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ تیسری صدی عیسوی میں جب چینی اثرات کا جاپان میں نفوذ ہونے لگا تو جاپانیوں نے اُن سے متعدد تمدنی اور ثقافتی امور سیکھ کر اپنے معاشرہ میں بعض نہایت اہم تبدیلیاں کیں۔ لکھنے پڑھنے، زراعت اور فنونِ لطیفہ کے ساتھ ساتھ مذہب کے سلسلہ میں بھی جاپانیوں نے چین سے بہت کچھ سیکھا ہے جس کی پہلی مثال تو اُن کے مذہب کا نام ہی ہے۔ یہ بات بہت حد تک وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ "شنتو" کا لفظ تیسری صدی عیسوی کے بعد ہی جاپان میں رائج ہوا ہوگا کیونکہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے "شنتو" جن دو الفاظ کا مجموعہ ہے وہ دونوں چینی ہیں، اور نہ صرف یہ کہ چینی زبان کے الفاظ ہیں بلکہ ان کے مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ پُرانے زمانہ میں شنتوازم اس قدر سادہ اور آسان تھا کہ غالباً دنیا کے کسی حصہ میں اتنا سادہ مذہب نہیں پایا جاتا تھا۔ مظاہرِ قدرت کی پرستش کے علاوہ میکاڈو (Mikado) کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ میکاڈو کسی انسانی شخصیت کا نام نہیں بلکہ وہ سورج یا چاند کی طرح ہی کی کوئی چیز تھی جسکی جاپانیوں کے خیال میں پرستش کی جانی چاہیئے۔ انکی کتب Kojike اور Nihongi (جو کہ پُرانے زمانہ کے اساطیر اور جاپان کی تاریخ سے تعلق رکھنے والی تیرہ سَو سال پُرانی کتب ہیں) کے مطابق دنیا کی پیدائش کے بعد دنیا میں متعدد دیوتا اور رُوحیں موجود تھیں اُن کی ساتویں نسل میں ازّاناگی (Izanagi) اور ازّارامی (Izaramni) دیوتا نے فضاؤں سے زمین پر تین بچوں کو جنم دیا۔ یہ بچے تھے سورج دیوتا اور اس کے دو بھائی چاند دیوتا اور طوفان دیوتا۔ سورج دیوتا جسے Amaterasou-omi-Kami کہتے ہیں۔ اہل و عیال والا تھا اور اُس کا پوتا جی می تینو (Jimmi Tenu) جاپان کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلا شہنشاہ بنا۔ میکاڈو کے متعلق جاپانیوں کا خیال ہے کہ وہ سورج دیوتا کی ایک سو چوبیسویں نسل میں سے ہے۔ چنانچہ میکاڈو کی پرستش کی جانے لگی اور اس طرح ہر جاپانی کے لئے یہ ضروری قرار پایا کہ اپنے حاکم سے ہمیشہ اور ہر حال میں وفاداری کا ثبوت دے۔

چھٹی صدی عیسوی میں بدھ مت اور کنفیوشیزم کی تعلیمات نے جاپانیوں کو متاثر کرنا شروع کیا۔ کنفیوشیزم تو پیداوار ہی چین کی تھی لیکن بدھ مت کی ابتداء ہندوستان میں ہوئی (اس بارہ میں کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض چینی یہ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ دراصل نیپال میں ہی پیدا ہوئے اور نیپال میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ بہرحال یہ معاملہ قابلِ تحقیق معلوم ہوتا ہے) اور آہستہ آہستہ چین پہنچ گیا۔ یہ دونوں مذہب چین سے ہی جاپان پہنچے۔ ۵۵۲ عیسوی میں بدھ ازم نے جاپان پہنچتے ہی وہاں کے فنونِ لطیفہ، سائنس، علم اور فلسفہ پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ ایک ہی صدی کے اندر اندر تقریباً سارا جاپان بدھ ازم کا پیرو ہو گیا۔ اور عین ممکن تھا کہ شنٹو ازم کا خاتمہ ہو جاتا لیکن چونکہ "شنٹو ازم" اپنے ملک کے سربراہ کی تعظیم اور وفاداری پر زور دیتا تھا اسلئے حکومت نے شنٹو ازم کو حفاظت دی اور بچائے رکھا۔ یوں بھی شنٹو ازم کوئی منظم مذہب تو تھا ہی نہیں اسلئے بدھ ازم کے دوش بدوش بھی زندہ رہ سکتا تھا۔ اور اس طرح وہ زندہ رہا۔

کنفیوشیزم نے آغاز میں سب سے زیادہ اثر اُن لوگوں پر ڈالا جو بلاواسطہ جنگ سے تعلق رکھتے تھے۔ دراصل جاپان اوائل ایام ہی سے ایک جنگی ملک تھا کبھی اپنے ہمسائیوں سے جنگ کرتے اور کبھی خود ہی خانہ جنگی کا شکار ہو جاتے۔ وہ لوگ جو جنگ میں مصروف رہتے تھے وہ صرف سپاہی نہ تھے بلکہ عالم بھی تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ کنفیوشس ایک شریف الطبع انسان تھا تو انہوں نے اس کی تعلیم کو اپنانا شروع کر دیا اور اس کی روشنی میں بعض قوانینِ اخلاق مقرر کر لئے جن کا نام بوشیڈو (Bushido) رکھا گیا۔ اگرچہ یہ قوانین تو بہت سے تھے لیکن ان میں سے دس قوانین خاص اہمیت کے حامل تھے۔ لیکن جب یہ مسخ ہونے شروع ہوئے تو ۱۸۶۸ء میں حکومتِ وقت نے تمام ایسے لوگوں کو جو بوشیڈو کے پیرو تھے ذمہ دار جگہوں سے علیحدہ کر دیا۔ لیکن باوجود اس کے اب تک ان قوانین کا اثر جاپانی قوم کی زندگی میں کسی نہ کسی رنگ میں نظر آتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں جاپانی بدھ مذہب اختیار کر چکے تھے لیکن شنٹو ازم بھی دوش بدوش چل رہا تھا۔ چودھویں صدی میں خانہ جنگی و سیاسی انقلاب کے باعث بعض وطن پرستوں نے اپنے قومی مذہب یعنی شنٹو ازم کو دوبارہ مقبول بنانے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن اخلاقی انحطاط کے باعث یہ کوششیں بہت زیادہ کامیاب نہ ہو سکیں۔ ایک طرف جاگیرداری کا نظام اپنے آپ کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسری طرف مذہب کے نام پر سر پھٹول جاری تھی۔ یہ کشمکش تقریباً دو سو سال تک جاری رہی۔ یہی وہ وقت ہے جب عیسائیت نے

پہلے پہل جاپان میں قدم رکھا۔ اگرچہ جلد ہی بعد حکومت نے عیسائیوں کو مزید کشمکش پیدا کرنے سے روکنے کے لئے بیرونی ممالک کے پادریوں کو ملک بدر کر دیا۔

بدھ ازم اور کنفیوشیزم کے اثر کے تحت شنتوازم میں بھی ایسی تبدیلیاں پیدا ہو گئیں کہ یہ بھی ایک مذہب کی صورت اختیار کر گیا۔ اس کے پیروؤں نے مندر بھی بنا لئے اور ان کے منتری بھی عبادت گاہوں میں خدمات سرانجام دینے لگے۔ بلکہ فرقہ دارانہ رُوح بھی پیدا ہو گئی جس کے نتیجہ میں شنتوازم دو اقسام میں منقسم ہو گیا۔ ایک قسم کا نام فرقہ دارانہ "شنتو" رکھا گیا اور دوسرے کا "جن شاہ شنتو" ۱۹۴۵ء تک جن شاہ شنتو کو حکومت کا مذہب بھی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اس کے مندروں کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرتی تھی۔ ۱۹۴۹ء میں "جن شاہ" کے ۸۰۲۷ مندر تھے اور ۱۴۸۷۴ منتری۔ فرقہ دارانہ شنتوازم کے تقریباً ۱۶۰ فرقے ہیں۔

جاپانیوں کا موجودہ مذہب

جاپان کے پرانے اور اصلی مذہب یا فلسفہ یعنی شنتوازم پر بدھ ازم اور کنفیوشیزم کا اثر تو چھٹی صدی عیسوی ہی سے چلا آ رہا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ دونوں مذہب نہ تو شنتوازم پر غالب آ سکے اور نہ ہی اُس سے مغلوب ہوئے۔ بلکہ ان تینوں کے امتزاج سے جاپانیوں نے کسی نہ کسی رنگ میں ترقی کی راہ پر قدم مارا ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اکثر جاپانی ان تینوں مذاہب کے پیرو ہیں۔ یعنی بدھ مت کے پیرو بھی ہیں۔ کنفیوشیزم کے پیرو بھی اور شنتوازم کے بھی۔ بیک وقت ان تینوں مذاہب کو ماننا ایک عجیب سی بات لگتی ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے اور اُسکی وجوہات بھی واضح ہیں۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ شنتوازم صحیح معنوں میں کوئی مذہب تو تھا نہیں بلکہ مناظرِ قدرت اور آباؤ اجداد کی رُوحوں کی عبادت کی غیر منظم سی کوشش تھی۔ نہ اخلاقیات کی کوئی تعلیم تھی اور نہ کوئی ضابطہ حیات۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مناظرِ قدرت کی پرستش کی ایک مثال یہ ہے کہ جاپانی پھولوں کو بے جان نہیں بلکہ جاندار سمجھتے اور اُن میں رُوح کا وجود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اِس تعلق میں جاپانیوں کا کہنا ہے کہ ٹامس مور کے وہ شعر جس میں وہ کہتا ہے کہ ہماری چٹانیں ناہموار ہیں مگر اُن پر مسکراتا ہوا ببول کا ایک پیڑ اپنے زرد گیسو لہراتا ہے، یکہ و تنہا یہ پیڑ بے حد خوشنما ہے۔ اگرچہ اس ویرانہ میں پھول کھلے ہیں تب بھی یہ بہت پیارا لگتا ہے"۔ لیکن ہم جاپانی پھولوں کو ویرانہ میں چھوڑ دینا پسند نہیں کرتے اور اُن سے ہمارا لگاؤ اتنا شدید ہے کہ کسی کے باغیچہ سے بلا اجازت پھول توڑنا ہمارے ہاں معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ گو ایسی عادت کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی جاتی۔

"اکیبانا" جس کا لفظی ترجمہ "زندہ پھول" ہے۔ جاپانیوں کی جمالیاتی حس کا ایک خصوصی مظہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جاندار پھولوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا توڑنا ظلم نہیں ؟ نہیں یہ ظلم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فن جاپانی قوم کی ثقافت، اُس کے مذہبی عقائد اور طبعی تصوّرات کی فلاسفی کا ایک نشان ہے۔ اس فن کے تحت پھُولوں کی ترتیب کے جو خاکے بنائے جاتے ہیں وہ مظاہرِ قدرت اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں۔ دراصل "اکیبانا" محض پھولوں کی سطحی ترتیب کا ہی نام نہیں ہے بلکہ اس کے حقیقی معنی بہت گہرے ہیں۔ "اکیبانا" (Ikebana) زندگی اور موت جیسے اہم ترین سوالات سے براہِ راست متعلق ہے اور اپنے تمثیلی معنی کے لحاظ سے کوہِ فجی گی شا اور ٹیمپورا سے کہیں زیادہ پُر مطلب۔ اکیبانا تو تمثیلی لحاظ سے فطرت بلکہ ساری کائنات کی ترجمانی پھولوں کی ایک ہی ترتیب میں پیش کر دیتا ہے۔ پانچویں صدی میں جاپان میں پھولوں سے گھروں کو آراستہ کرنے کا رواج عام تھا اور قربان گاہوں اور بدھ کی مورتیوں پر بھی پھول چڑھائے جاتے تھے۔ بلکہ بدھ کے زمانہ سے پہلے بھی جاپانی قدرتی مناظر کی پُوجا کرتے تھے اور پہاڑوں، درختوں اور پھولوں میں زندگی کے قائل تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ پھولوں وغیرہ کی بھی اپنی زبان ہے جسے انسان اُن سے اپنے گہرے اور قلبی تعلق کے ذریعہ سمجھ سکتا ہے۔

جاپان میں پھُولوں کو ترتیب دینے کے دو بڑے طریق ہیں جن میں سے ایک کو ایکا کہتے ہیں اور اس طریق کی ایک ترقی یافتہ شکل ٹن چی جن (Ten - Chi - Jin) کہلاتی ہے جس کے معنی ہیں آسمان سے زمین تک کا طریقہ۔ اس ترتیب میں تین بنیادی اصولوں کو مدّ نظر رکھنا ضروری ہے جو بُدھ مت کے فلسفہ پر مبنی ہے۔ یہ فلسفہ تمام اشیاء کے منبع کے لئے بطور نشان کے ہے۔ اور آسمان، زمین نیز انسان کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس فلسفہ میں آسمان اہم ترین اور بنیادی اصول ہے زمین کو ثانوی حیثیت حاصل ہے اور انسان گویا دونوں میں مطابقت اور موافقت پیدا کرنے والا اصول ہے۔

کنفیوشیزم نے جاپان میں اخلاقی اقدار کا احساس پیدا کیا اس لئے یہ دونوں تصادم کی بجائے ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ بدھ ازم جو جاپان میں پہنچا وہ قدرے اُس بدھ ازم سے مختلف تھا جو بھارت میں پایا جاتا تھا۔ اس میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش شروع ہو چکی تھی۔ شنتو ازم میں پہلے ہی سے ۸۰ لاکھ دیوی دیوتا موجود تھے۔ بدھ ازم کے دیوی دیوتا بھی اس میں شامل ہو گئے۔ جس طرح پہلے بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے دونوں کے دیوی دیوتاؤں میں اس طرح رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ شنتو ازم کے تمام دیوی دیوتا بدھ ازم کے دیوی دیوتاؤں کے نمائندہ بن گئے۔ چھٹی صدی میں جب بدھ ازم جاپان میں داخل ہوا اُس وقت اس علاقہ کے تمام جزائر (جو ۴۴۰۰ کے لگ بھگ تھے) کی کُل آبادی آج کے نیویارک سے بھی کم تھی لیکن پھر یہ لوگ جلدی جلدی بڑھنے لگے اور اب جاپان میں ساڑھے آٹھ کروڑ کے قریب لوگ

بستے ہیں۔ یہ سب کے سب کنفیوشیزم، بدھ ازم اور شنٹو ازم سے متاثر یا اُن کے پیروکار ہیں جس کے نتیجہ میں اُن میں تین خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سب لوگ مناظرِ قدرت کے بہت دلدادہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ انہیں فنونِ لطیفہ سے محبت ہے اور تیسرے یہ کہ تحصیلِ علم کے بہت ہی شائق ہیں۔ اگر تینوں خصوصیات میں سے کسی ایک بڑی خصوصیت کا انتخاب کرنا ہو تو بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ انہیں تحصیلِ علم کا سب سے زیادہ شوق ہے اور تحصیلِ علم کا شوق انہیں کنفیوشیزم سے ملا ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جاپانی لوگ ہر وقت اور ہر موقع فرصت پر پڑھنے پڑھانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ بس سٹینڈ ہوں یا ریلوے پلیٹ فارم آپ کو نظر آئے گا کہ سواری کا انتظار کرنے والے کچھ نہ کچھ مطالعہ کر رہے ہوں گے۔

کنفیوشس کے متعلق اِس بات کا ذکر یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اُن کا اصل نام چیو کونگ (Chiu Kung) تھا لیکن جب اُن کے علم و فضل کی دھاک بیٹھ گئی اور لوگ اُن کی شاگردی کو باعثِ فخر سمجھنے لگے تو وہ Kung-Fu-Tze کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس نام کے معنی ہیں خلاصۂ کُگ اور اس کا بدلا ہوا تلفظ کنفیوشس ہے۔

موازنۂ مذاہب کا مطالعہ کرنے والوں کا خیال ہے کہ ہر جاپانی کو شنٹو ازم سے محبت ہے کیونکہ یہ ان کا سب سے پُرانا اور مقامی مذہب ہے اس لئے سب سے زیادہ پیرو شنٹو ازم کے ہیں، اور سب سے زیادہ اثر کنفیوشیزم کا۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک شنٹو ازم کے منتری تجہیز و تکفین میں حصہ نہ لیتے تھے۔ جونہی کوئی شخص مرتا تھا اُسے بدھ مت کے پیرووں کے حوالے کر دیا جاتا تھا لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اور شنٹو ازم کے پیروکاروں کی تجہیز و تکفین میں اُن کے اپنے لوگ بھی حصہ لینے لگے ہیں۔ جہاں تک شادی بیاہ کا تعلق ہے نہ شنٹو ازم میں اس کے لئے کوئی مذہبی رسوم تھیں اور نہ بدھ مت میں۔ لیکن اب شنٹو کے مندروں میں شادی کرانا فیشن میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہے اور زیادہ تر حب الوطنی کے جذبات اس کا باعث ہیں۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تحریکِ جدید" کا سالنامہ

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ کے دورۂ مشرقِ بعید کی تفاصیل پر مشتمل تحریکِ جدید کا سالنامہ احبابِ کرام نے ہاتھوں ہاتھ خریدا۔ اب صرف چند کاپیاں رہ گئی ہیں۔ جو دوست خریدنا چاہیں ——— اپنے لئے یا اپنے غیر از جماعت دوستوں کے لئے ——— وہ فوری طور پر اس طرف متوجہ ہوں۔ قیمت فی کاپی پچاس پیسے ہے۔ (مینیجنگ ایڈیٹر)

اَے مرے ہادیٔ ازل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب ثاقب صاحب زیروی نے اپنی یہ نظم مورخہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۸ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

رازِ بقائے زندگی کیا ہے مجھے بتا بھی دے
جینے کا ولولہ بھی دے۔ مرنے کا حوصلہ بھی دے

عرصۂ روزگار میں اُلجھا ہُوا ہُوں ذات سے
اے مرے ہادیٔ ازل مجھ کو مرا پتا بھی دے

محفلِ ہست و بُود ہے کس کے لئے سجی ہوئی
محفلِ ہست و بُود کا سرِّ نہاں بتا بھی دے

تیری نوازشات سے قلب ہے مطمئن مگر
مجھ کو تُو اپنے عشق کی دولتِ بے بہا بھی دے

اُٹھے ہیں ہم کہ تیرا دیں اَور بھی سربلند ہو
اپنے فیوضِ خاص کا اب ہمیں آسرا بھی دے

طُور بھی ایک امتحاں دار بھی ایک امتحاں
ختم بھی کر یہ سلسلہ جلوۂ رُخ دکھا بھی دے

سوئی ہوئی ہے زندگی کھوئی ہوئی ہے زندگی
خوابِ زدہ حیات کو خوابوں سے تُو جگا بھی دے

ظلمتِ غم میں تا بہ کَے کوئی رہے یُوں مبتلا
تاروں بھری حیات کا رستہ کبھی دکھا بھی دے

بخشش و عفو کا چمن جس سے بہار خیز ہو
مجھ سے گناہ گار کو ایسی کوئی سزا بھی دے

محفلِ کائنات سے ٹُوٹے بھی حلقۂ جمُود
بر لبِ صُبح و شام کو نغمۂ دلکشا بھی دے

کاسۂ شوق لے کے تُو آیا ہے اُن کے رُوبرُو
آنکھوں سے التجا بھی کر۔ دل سے اُنہیں صدا بھی دے

ناصرِ دیں کے جان و دل جس نے گداز کر دیئے
ثاقبِ خستہ حال کو وہ غمِ دیرپا بھی دے

رموزِ عشق

کسی کے دامن کی بات کیا ہے ہم اپنا دامن جھٹک رہے ہیں
کسی کی نظروں کے تیر سہہ کر ہر ایک دل میں کھٹک رہے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب آپ اپنی سی روشنی کو چھپا کے رکھیئے گا زیرِ داماں
کہ رہگذارِ حیاتِ نو پر چمکنے والے چمک رہے ہیں

یہ حاصلِ سعیِ جستجو ہے، اسی پہ ذوقِ تلاش قرباں
کہ جانے پہچانے راستوں پر سنبھل سنبھل کر بھٹک رہے ہیں

یہ بھیگی بھیگی سیاہیٔ شب، ٹھہر بھی جاؤ، ٹھہر بھی جاؤ
تمہارے جلوے تو عام راتوں میں بھی بہت دیر تک رہے ہیں

کچھ اس طرح سے صراحیوں سے انڈیلتا ہے شراب ساقی
کہ جیسے تسنیم کی ندی کے حسیں کنارے چھلک رہے ہیں

نسیم، دنیا ہزار بدلے، رموزِ عشق و جنوں وہی ہیں
کچھ اہلِ دل آج بھی صلیبوں کے بازوؤں سے لٹک رہے ہیں

نسیم سیفی

یورپ اور اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور کے موقر جریدہ "لاہور" نے گزشتہ سالانہ جلسہ پر اپنی اشاعت خصوصی میں بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے چند ایک پہلوؤں کو نہایت حسین طریق پر اُجاگر کیا تھا۔ بیس بیس پچیس پچیس سال تک خدمتِ اسلام کرنے والوں کی حقیقت افروز تحریریں اور محترم ثاقب صاحب ایسے تجربہ کار صحافی کی ترتیب، ان دونوں باتوں نے مل کر رسالے کو ایسا دلکش بنا دیا کہ جس نے دیکھا اُسی نے سراہا۔ چونکہ ان تمام مضامین کا تعلق بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام سے تھا اسلئے یکے بعد دیگرے انشاء اللہ یہ تمام مضامین "تحریک جدید" کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ آج کی صحبت میں محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ کا مضمون "یورپ اور اسلام حاضر خدمت ہے ——— (ایڈیٹر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"!

محبِ محترم! آپ نے مغربی اقوام میں اشاعتِ اسلام کی سرگرمیوں کے بارے میں لکھنے کی بابرکت دعوت دی۔ آپ کا شکریہ۔ ادھر میرا یہ عالم کہ جہاں اور جس تذکرہ کے درمیان میں میری ذات آجائے فطری حجاب زبان و قلم کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ویسے بھی ——— میں کیا اور میری بساط کیا اور میرا کام کیا ——— جس مہم میں اپنی سعی و ہمت کا دخل کم از کم ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا حصہ زیادہ سے زیادہ ہو اُسے کس برأت سے اپنی ذات سے منسوب کروں ——— میرے بزرگ و برتر خدا کا بے پایاں احسان ہے کہ اُس کے کرم کے طفیل یورپ میں سترہ سال تک اعلائے کلمۃ الحق کی توفیق و سعادت حاصل ہوئی۔ اصل کہانی تو بس اتنی سی ہے کہ یہ محض امامِ زماںؑ کے عطرِ رضائے خداوندی سے ممسوح فرزندِ دلبند کی اک نگاہ ہی کا سارا کرشمہ ہے کہ اُس نے ایک ذرّۂ بے مقدار کو تابانیاں دیکر اس کا نام مبشّرینِ اسلام میں لکھوا دیا ——— "چھوٹے بڑے بنا دیئے جائیں گے"۔ اکثر سوچتا ہوں شاید اس الٰہی پیش خبری کا مصداق یہی عاجز ہے۔

یوروپ کی مشکلات

ان سترہ سالوں میں اِن نگاہوں نے جی بھر کر اپنے رب کی تائید اور نصرتوں کے نظارے دیکھے اور اب تو میرا رُواں رُواں اِس یقین سے پُر ہے کہ ——— آج کے یوروپ کی مشکلات کا حل اسلامی تعلیم کے سوا اور کہیں نہیں ——— ہر چند کہ یوروپی ممالک میں اشاعتِ اسلام کا کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے لیکن اب تک کے حوصلہ افزا نتائج کے ماتھے سے اس کا روشن اور تابندہ مستقبل صاف پڑھا جا سکتا ہے۔ یوروپ کے وہ

سرکش اور متکبر دماغ جو ہمہ وقت اپنی طاقت اور دولت کے نشے میں چُور رہتے تھے اُن کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ وہ ایک دن ایک ایسے مذہب کو قبول کرنے میں اطمینانِ قلب و رُوح محسوس کرنے لگیں گے جو اُن کے نزدیک پسماندہ قوموں کا مذہب ہے بظاہر ایک ناممکن، ناقابلِ یقین اور انہونی سی بات نظر آتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج اِن زیرِ تبلیغ یورپی ممالک میں قدم قدم پر یہ ناممکنات امکانات کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ——— احساسِ برتری سے باؤلی ہو جانے والی یورپین نسل کے وہ فرزند جن کے دلوں میں اسلام کی صداقت گھر کر جاتی ہے وہ میرے اور آپ کی طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان میں بہتیرے ایسے بھی ہیں جنہوں نے چرچوں کو ایسا چھوڑا کہ مسجدوں ہی میں دھونی رمالی اور پھر ہمیشہ کے لئے انہی چار دیواریوں کے ہو رہے ——— آج مسجد انکے لئے تسکین کا سرچشمہ ہے اور تبلیغ اُن کا محبوب و دلپسند مشغلہ۔ ہالینڈ میں ایک ایسا مخلص نوجوان طبقہ اُبھر چکا ہے جو اسلام کے لئے اپنا وقت قربان کرتا ہے، مال قربان کرتا ہے اور عیسائیت کے خلاف قلمی جہاد میں حصہ لیتا ہے ——— ان میں بیسیوں جواں سال ایسے بھی ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کے بعد بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں سکولوں سے نکال دیا گیا، گھروں سے بے دخل کر دیا گیا۔ بعض کو تو سالہا سال تک اپنے والدین سے اس حقیقت کو چھپائے رکھنا پڑا لیکن اُن کے عشق اور وابستگی میں ذرّہ بھر فرق نہ آیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ۱۹۶۶ء کی بات تو ہے۔ ایک متعصب عیسائی گھرانے کا ایک چشم و چراغ جب اسلام کے دامن سے وابستہ ہوا تو اُس پر مشکلات نے ہلہ بول دیا۔ حالات سے عاجز آکر ایک دن اُس نے امام مسجد ہیگ (ہالینڈ) کو لکھا کہ گو میں ان دنوں خطرناک مشکلوں کے شکنجے میں ہوں مگر جہاں تک عقیدے اور ایمان کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول رسول محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میری رُوح کی غذا بن چکی ہے۔ اسلام کی صداقت میرے رُوئیں رُوئیں میں جذب ہو چکی ہے اور کوئی طاقت مجھ سے میری یہ عزیز ترین متاع نہیں چھین سکتی مگر اسلام کے پودے عملی لائحۂ عمل پر کھُلم کھُلا کاربند ہونا فی الحال میرے بس سے باہر ہے۔ براہِ کرم میرے لئے اِن تکلیفوں سے نجات کے لئے دعا فرمائیں۔" یہاں تک کہ اُس کی عمر بلوغت کی معیّن حد سے تجاوز کر گئی اور اُس نے علی الاعلان مسجد میں آنا شروع کر دیا۔ اور اب تو ماشاء اللہ اُس کا اخلاص نیکی کی راہوں پر سرپٹ دوڑ رہا ہے۔

ایک دوسرے سولہ سالہ نوجوان کا ایثار یاد آتا ہے تو دل سے بے ساختہ مرحبا کا نعرہ نکلتا ہے۔ وہ کیتھولک والدین کا چہیتا بیٹا تھا۔ اپنے سکول کو جاتے ہوئے روزانہ مسجد کے سامنے سے گزرتا۔ رفتہ رفتہ مسجد کے مینار سے بلند ہونے والی ندائے توحید اُسے ایسی راس آئی کہ اس کے دل میں غیر محسوس طور پر عیسائیت سے بیزاری پیدا ہو گئی۔ اُس نے گاہے ماہے مسجد میں آنا شروع کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی اکیلے اور کبھی ہمجولیوں کے ساتھ۔ رفتہ رفتہ تبادلۂ
خیالات کے مراحل شروع ہو گئے۔ دلچسپی بڑھتی گئی حتّٰی کہ
اُس کا سینہ کھُل گیا اور اُس نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ اب
اِس کے بعد تصویر کا دوسرا رُخ شروع ہوا اُسے کیتھولک
سکول سے نکال دیا گیا۔ اُس کے والدین نے اُس سے عملاً
مقاطعہ اختیار کر لیا۔ اندر ہر وقت ایک گھٹن کے نرغے
میں رہتا تھا۔ باہر نکلتا تھا تو انگلیاں اُٹھتی تھیں لیکن
ان میں سے کوئی ملامت بھی اُسے راہِ صداقت و یقین
سے نہ ہٹا سکی ـــــ حتّٰی کہ اُس کے والدین نے بھی آپ
ہی آپ محسوس کرنا شروع کیا کہ

ہم ناحق اس کے درپے ہیں۔ مسجد سے
وابستگی نے اس کے اخلاق و کردار کو
سنوارا ہی ہے بگاڑا تو نہیں۔

اور اب تو انہیں بھی مسجد میں آنے میں اعتراض نہیں۔

تثلیث کے منّاد بھی

اور یہ تغیّر صرف میری ہی آنکھیں نہیں دیکھ رہیں
اب تو نورِ اسلام سے تثلیث کے اُن منّادوں کی آنکھیں
بھی چوندھیا چکی ہیں۔

آج سے چند سال قبل جن کا تفاخر سمیٹے نہ سمٹتا
تھا ـــــ امریکہ کے مشہور عیسائی منّاد ـــــ ڈاکٹر
جان ہنری بیروز کے نام سے کون واقف نہیں ـــــ
۱۸۹۷ء میں وہ ہندوستان آیا۔ سارے ملک کا ایک
طوفانی دورہ کیا۔ متعدد جگہ لیکچر دیئے۔ یہ زمانہ عیسائیت
کے جوبن کا زمانہ تھا۔ ساری دنیا پر اس کی حکومت تھی ـــــ
ڈاکٹر بیروز سے جو طاقت کا یہ نشہ نہ سنبھلا تو انہوں نے اعلان
کیا:۔

"ـــــ آسمانی بادشاہت (عیسائیت)
پورے کرۂ ارض پر محیط ہوتی جا رہی ہے
آج دنیا بھر میں اخلاقی اور فوجی
طاقت، علم و فضل، صنعت و حرفت
اور تمام ترقیات اُن اقوام کے ہاتھوں
میں ہیں جو آسمانی ابُوّت اور انسانی اخوت
کی مسیحی تعلیم پر ایمان رکھتے ہوئے یسوع مسیح
کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتی ہیں ـــــ"

اس کے بعد گویا ہوئے ـــــ

دنیائے عیسائیت کا عروج آج اس درجہ حقیقت
کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ اس درجہ عروج اسے اس سے
پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ ڈاکٹر بیروز کے اظہارِ فخر کو یہاں
پہنچ کر بھی بریک نہ لگی۔ وہ حدودِ اصابت پھاندتے پھاندتے
آپے سے باہر ہو گئے۔

اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار
اگر ایک طرف لبنان پر جلوہ فگن ہے تو
دوسری طرف فارموسا کے پہاڑوں کی
چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اُسکے
نور سے جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتِ حال
اس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے
جب ـــــ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے
سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے
شاگردوں کے ذریعہ مکّہ اور خانہ کعبہ
کے حرم میں داخل ہو گی اور بالآخر وہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس صداقت کی منادی کی جائیگی۔"

اقتدار اور سطوت بھی کیا خطرناک نشے ہیں۔ ڈاکٹر بیروز اس میں بہکے تو پھر بہکتے ہی چلے گئے۔ ایک مقام پر کچھ دیر کو رُکے، تو وہاں رُکتے ہی یہ نعرہ داغ دیا۔

"—— وہ تمام ترقی جو ۱۹ ویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے مسیحیوں کے نزدیک اُن فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی سے ملنے والی ہے ——"

مگر خدا تعالیٰ کو تو نہ مشرک پسند ہے نہ مُشرک اُس کی قدرت کے آگے تثلیث کے اِن شیدائیوں کی ایک نہ چل سکی۔ اسلام کے دیوانوں کا وہاں پہنچنا تھا کہ ہوا کا رُخ پلٹ گیا۔ جس عیسائیت پر کبھی مغرب کو ناز تھا لوگوں کے دل اُس سے خالی ہونے شروع ہو گئے یہاں تک کہ اُس کی حقیقت ایک خالی خولی ڈھانچ کی سی رہ گئی اور بہت جلد سر جیمز مرچنٹ کو اپنی کتاب "کیا چرچ نامراد ہو گیا ہے (HASCHURCH FAILED) میں چودہ[۱۴] نامور مقتدر پادریوں کا یہ اعتراف شائع کرنا پڑا۔

"—— یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ یورپ اور امریکہ کے مُردوں کا ایک بڑا حصہ اب عیسائی نہیں رہا اور شاید یہ کہنا بھی صحیح ہو کہ ان کی اکثریت اب ایسی ہی ہے۔"

کہاں بیسویں صدی میں عیسائیت کے عروج کی پیش خبری کرنے والے ڈاکٹر بیروز کی یہ بڑ کہ

"—— اسلام تو بس ایک مشرقی مذہب ہے۔ یہ مغرب کی فضا میں سانس لے ہی نہیں سکتا اور نہ ہی مغربی ذہن اور مزاج کو یہ کبھی راس آ سکتا ہے۔"

اور کہاں —— بیسویں صدی کے مشہور فلاسفر و مفکر جارج برنارڈ کا یہ اظہار و اعترافِ حقیقت:۔

"—— مَیں نے اس عظیم شخصیت (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ دشمنِ مسیح نہ تھے وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانے میں محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانے کی مشکلات کا ایسا ماحل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے —— اب یوروپ محمدؐ کے مذہب کو سمجھنے لگ گیا ہے اور آئندہ صدی میں یوروپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا کہ اسلام کے اصول اس کی اُلجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔"

گویا —— حق بہ حق دار رسید —— کے مصداق روحوں میں گھر کرنے والا بالآخر دلوں کے تخت پر

آ بیٹھا۔ جہاں جہاں سے بھی عیسائیت کا کھونٹا اُکھڑا وہاں پیاسی روحوں کو تسکین کا مشروب صرف اسلام ہی نے پلایا۔ پھر عیسائیت کا یہ کھونٹا بھی اسلام ہی کے دیوانوں کے ہاتھوں اُکھڑا۔ انگلستان کے جریدہ "دی انکوائرر" نے اپنی ۵ ستمبر ۶۴ء کی اشاعت میں اسی حقیقت کا اعتراف اِن لفظوں میں کیا ہے:۔

"۱۹۶۰ء اور اس کے بعد سمٹتی ہوئی دنیا میں عیسائیت کو غیر عیسائی مذاہب کی طرف سے ایک زبردست چیلنج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے افریقہ میں اسلام آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مشرق کی مذہبی تحریکات (جن میں اسلام کی طرف منسوب ہونے والی جماعتیں بھی ہیں) روز بروز پنپ رہی ہیں۔"

پروفیسر ٹائنبی نے تو ان مذہبی تحریکات کے سیاق و سباق خوب وضاحت سے بیان کئے ہیں اور "دی انکوائرر" سے کہیں زیادہ واضح اعترافات کی توفیق پائی ہے ——— القصہ جہاں تک یوروپ کے اسلام کی طرف مائل ہونے کا تعلق ہے بر زمین اب کلیتہً ہموار ہے۔ اب اُن کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اُن کا تعصب مبدّل بہ ہمدردی ہو۔ اور یہ تصور یقیناً مسلمانوں ہی کا ہے کہ انہوں نے اِس سلسلہ میں کوئی قرار واقعی قدم نہ اُٹھایا ——— اور اگر کوئی مسلمان کبھی وہاں پہنچا بھی تو اُسے سیر و تفریح، عیش و عشرت اور لہو و لعب ہی سے فرصت نہ مل سکی اور وہ جلد ہی عمل و کردار کے اعتبار سے ان سے بھی بدتر ہو گیا ——— اِس جد و جہد کا بیڑا اُٹھانے کی توفیق ملی تو ایک چھوٹی سی جماعت کو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

- وہ باہر نکلی۔ اس کے پُرخلوص نوجوان اقصائے عالم میں پھیلے۔
- انہوں نے قرآن کریم کے بے شمار زبانوں میں ترجمے کئے۔
- عیسائیت کے مرکزوں میں مسجدیں تعمیر کیں۔
- یوروپ کے میدانوں، بازاروں، حتیٰ کہ چرچوں میں کھڑے ہو کر اسلام کی منادی کی اور کچھ ایسے ولولہ اور جرأت و اخلاص سے کی کہ ہالینڈ کے بیشتر اخبارات اِن عنوانات کے ساتھ بلبلا اُٹھے۔

"احمدیہ جماعت عیسائی علماء کے لئے خوف و ہراس کا باعث ہے" ——— ان سب میں سب سے برملا اعتراف سوئس اخبار (FRIEDENKER) کا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"اسلام اپنی ان تبلیغی کامیابیوں پر جو اُسے افریقہ اور ایشیا میں حاصل ہو رہی ہیں اکتفا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ دوسری طرف پوری دلیری کے ساتھ عیسائی یوروپ کے قلب کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ وہ اِس طرح کہ خود یہاں ہمارے درمیان اس کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے کلیسیا اِس صورت حال پر بہت پریشان ہے اور وہ اپنے لئے اسے ایک چیلنج تصور کرتی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہ فروری میں ۵۰ فیصد خاص رعائت

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"میں "تریاقِ سلیمانی" ایک مدت سے استعمال کر رہا ہوں اور مجھے اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ میں ہمیشہ اس کی ایک شیشی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ یہ میرے نزدیک امراضِ معدہ کے لئے بہت مفید اور خوش ذائقہ دوا ہے۔"

قیمت فی شیشی :- ایک روپیہ۔ دو روپے۔ پلاسٹک بوتل چھ روپے

زدجام عشق۔ طاقت کے لئے مشہور و معروف دوا۔ (رعائتی قیمت) ۱۸—۰۰

حب مقوی اعصاب۔ فالج، لقوہ، اعصابی دردوں اور وجع المفاصل کیلئے مفید ہے ۴—۰۰

وگرومین ٹانک۔ مولد خون، مقوی اعصاب اور مقوی معدہ ہے۔ ۵—۰۰

وگروجن ٹانک۔ امراضِ سینہ اور سردیوں کے لئے خوش ذائقہ ٹانک۔ فی بوتل ۵۰—۵ فی پونڈ ۷—۵۰

معجون فلاسفہ۔ حکیم سید آل احمد صاحب ترکستانی مرحوم کے مسلب کا خاص نسخہ جو آپ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے لئے تیار کیا کرتے تھے۔ مقوی اعضائے رئیسہ، مقوی باہ، مقوی اعصاب اور کثرتِ پیشاب کے لئے ۵—۰۰ فی پونڈ

سرمہ حمید۔ کلکرے، آشوب چشم، ابتدائے موتیا اور جملہ امراضِ چشم کیلئے بے حد مفید ہے ۰—۷۵

تریاق بواسیر۔ خونی و بادی بواسیر کے لئے مجرب دوا ہے۔ ۱۰—۰۰

کوفیکس۔ نزلہ، زکام، کھانسی کے لئے خوش ذائقہ شربت ۱—۵۰

کفٹی۔ کھانسی اور گلے کی خرابی کے لئے خوش ذائقہ ٹکیاں ۱—۰۰

فریگرنٹ انٹی پمپل کریم۔ چہرہ کے کیل اور پھنسیوں کے لئے مجرب کریم ہے۔ ۳—۰۰

نور لوشن۔ چہرہ کی خشکی، کیل اور چھائیاں دور کر کے رنگت کو نکھارتا ہے۔ ۲—۰۰

قرص صندلین۔ مصفی خون، مولد خون، رنگت کو نکھارتی اور امراضِ نسواں میں مفید ہے۔ ۲—۰۰

شانتی۔ صحت اور حسن کو قائم رکھتی ہے اور بفضلِ تعالیٰ اٹھرا کا شافی علاج ہے۔ (رعائتی قیمت) ۷—۵۰

منسوم کارڈیل۔ امراضِ نسواں کا مکمل شافی علاج ہے۔ فی بوتل ۶—۰۰ فی پونڈ پلاسٹک بوتل ۸—۰۰

کارمون۔ بدہضمی، دردِ شکم اور جملہ امراضِ شکم کیلئے خوش ذائقہ ٹکیاں -/۲۔ اکسیر جگر ضعف جگر، کمی خون اور سرمیں چکر آنے کیلئے مفید ۲—۰۰

حکیم حمید احمد اختر سپیشلسٹ ڈیونانی پریکٹیشنر المنار دواخانہ بالمقابل الکمیسٹ گولبازار ربوہ

اچھوتے اور بے مثل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کے لئے

جڑاؤ وساوہ سِٹ

اور

چاندی کے خوشنما برتن۔ ٹی سٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ۔ دی مال۔ لاہور، فون ۲۶۲۳

بواسیر اور دمہ کے علاوہ

مندرجہ ذیل آٹھ امراض کیلئے بھی چار خوراکی اکسیریں تیار کی گئی ہیں۔

نزلہ (حلق سے اخراج) زکام، دردِ شکم، نکسیر، ناسور، تبخیر معدہ
سردرد اور جوڑوں اور اعصاب کا درد۔

دعویٰ کسی بھی اکسیر کے چار خوراکی کورس سے متعلقہ مرض بالکل ختم ہو جاتی ہے (قیمت فی کورس -/۱۰)

ثبوت: کسی بھی مرض کے لئے اکسیر کی ایک آزمائشی خوراک مفت پیش خدمت ہے۔

● کیو۔ ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور

● ڈاکٹر راجہ ہومیو لینڈ کمپنی۔ گول بازار، ربوہ

هُوَ الشَّافِی خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ هُوَ النَّاصِر

روگ کا سوگ نہ کر!

دمہ۔ ضیق النفس۔ اور بلغمی کھانسی کی بیماری سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے!

کیونکہ

اس بیماری کا فوری اور زود اثر مکمل علاج ہمارے ہاں کئی سالوں سے متواتر کیا جاتا ہے۔ جس سے بفضلِ خدا ہزاروں مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اگر خدانخواستہ آپ یا آپ کا کوئی عزیز دوست دمہ یا بلغمی کھانسی کی بیماری کا علاج کروا کر ہر طرف سے مایوس ہو چکا ہو تو آج ہی تسلی بخش اور مجرب علاج کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھیں

ماہر معالج امراضِ دمہ بلغمی کھانسی و عسر خادم خلق ڈاکٹر نثار احمد بنگوی (رشید روڈ والے)

غلام محمد آباد۔ شاہی چوک محلہ دار الفضل ڈی ۱۳۵۷ شہر لائل پور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی، صحت اور تندرستی کے لئے مفید ترین جڑی بوٹیوں کا جوہر۔ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کے لئے مفید۔

قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اسقاطِ حمل، بچوں کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا یا کمزور رہنے کے لئے مفید عالم گولیاں۔

قیمت مکمل کورس پندرہ روپے

نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی بہترین تجویز۔ قیمت مکمل کورس ۲۵ روپے۔

سُرمہ خورشید

دُھند، غبار، خارش، کُکرے، موتیا بند اور دیگر امراضِ چشم کے لئے اکسیر اور لاجواب۔ قیمت ۷۵ پیسے۔

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

تبلیغی رسالہ

الفرقان ضرور خریدیں

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور محاسن پر بہت اچھے پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے۔"

سالانہ چندہ:- چھ روپے

مینجر الفرقان ربوہ

روزنامہ

الفضل ربوہ

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں احمدیہ جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔